رجسٹرڈ نمبر اے ۷۶۵

REGISTERD NO. A.765



قیمت فی پرچہ ۴ — مطبع ... لکھنؤ میں باہتمام ... چھپ کر شائع ہوا

بانو براہل ایسٹر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ والوں کی حفاظت دل و دماغ کی لیے اکسیر ہے۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) [illegible] سالانہ قیمت [illegible] ایک روپیہ کی [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی [illegible]

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا [illegible] وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) [illegible] اودھ پنچ ایک مشہور [illegible] نمونے کے طور پر ایک پرچہ [illegible]
ناظرین [illegible] نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں [illegible] آپ کے مذاق کے مضامین [illegible]
[illegible] آپ کے حسب [illegible] مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ [illegible] کے واسطے خریدار بن جائیں اگر [illegible]
آپ [illegible] مطلب [illegible] کے مذاق کے موافق معلوم ہوں [illegible] روپیہ بھیجکر آپ [illegible] خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔
[illegible] ایک مشہور [illegible] نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) [illegible] اگر [illegible] قیمت کا بار نہیں اٹھا سکتے [illegible] لازم ہے کہ [illegible] سالانہ خریداروں سے قیمت [illegible] اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے
لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کرا لیں [illegible] کوشش سے فائدہ اٹھائیں [illegible] ناداری [illegible] کا واسطہ دلانا خلاف حیثیت ہے۔

(۶) [illegible] صاحب [illegible] جہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں [illegible] غائب ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible] منیجر کے نام [illegible] آتے ہیں [illegible] ہزاروں خریداروں [illegible] منیجر [illegible]
[illegible] اس عادت کا علاج [illegible] کیا جائے [illegible] اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات
ملاحظہ فرمائیں [illegible] مقصود نہیں ہے۔ لہذا [illegible] تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی [illegible] اگر اسکا جواب [illegible] نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا
جاتا ہے [illegible] خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاع [illegible] روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) [illegible] اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں [illegible] اودھ پنچ کا نام نہیں ہے [illegible] مشتہر کے نام ہوتی چاہیے۔

(۹) [illegible] اودھ پنچ کی [illegible] پالیسی کے مطابق ہونگے [illegible] شائع نہ ہونگے [illegible]

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں [illegible] شخص [illegible] ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خط و کتابت [illegible] نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اسی طرح عورت بے پردہ پھرنے کی کاز نہیں ہوتی۔ ہم ہرگز نہیں یہ تسلیم کرتی ہوں کہ پردہ مذہب کا جزو نہیں۔ مگر قرآن اور حدیث کے تاکیدی حکم دیکھنے کے بعد میرا تو یہی اعتقاد ہے کہ یہ مرد و عورت کے واسطے یکساں لازم ہے۔ اور اس حکم سے ملک میں طرح طرح کے فتنہ اور فساد کا دروازہ انشاء اللہ بند کرنا چاہتے ہیں جو کوئی اس حکم کو توڑنے کی فکر میں ہے وہ فتنہ اور فساد کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے۔ خدا نے عورت کو شرم دی ہے پردہ اور نقاب فرنگی کھول کر میں سے بھی عورت کی شرم اسوقت اسکا ساتھ چھوڑتی ہے جب خوشامد کرنے والا اپنی جگہ پیچھے ہٹ جانے خوشامدی مرد سے کی ہوس اسوقت تک قدم آگے نہیں بڑھاتی جب تک وہ دوسرے کی خوبی سے واقف نہیں ہوتا۔ مرزا تم نوجوانوں کی انتہا کو تو نہیں دیکھتے ابھی نا تجربہ کار ہو۔ تمہارا دل زنگنوں کی ظاہری خوبیاں اُنکی صفائی اُنکی کرائی دیکھکر ملوث ہو گیا ہے۔ وہ چاہتا ہے تم اسکی ضد میں آ جاتے ہو۔ اگلے زمانے میں کوئی رسم پردہ نہ تھا اسکے پاس بے پردگی کی بھلی بات سکی۔ یہ تاثیر تھی کہ منتر بس کے مردے پر بھی چھڑکی جاتی تو وہ اُٹھ کر کے اٹھ بیٹھتا۔ چیلے نے گرو کے ہاتھ جوڑ کے بیعت

کر کے رخصتی یعنی قیامت کی پڑیا مانگ لی اور خوش خوش گھر لیٹا۔ راہ میں دل نے تقاضا کیا کہ ذرا سی پڑیا کی آزمائش تو کرو۔ اتفاق سے وہیں کہیں ایک مردہ خیری کی ہڈیاں پڑی تھیں چیلے نے ایک چٹکی ان ہڈیوں پر چھڑک دی خیر دم کے اٹھ بیٹھا۔ چیلے صاحب کی روح فنا ہو گئی پھر بھی پنجے سے دب چکے۔ رنگستان سے تھیں بھی یہ خاک کی بچگی لی ملکہ فرنگ کے

اتھوں لی ہے۔ حقیقت کا دل اسکے قابو میں ہوتا ہے۔ یہ قوت خود دل کے بس میں ہوتا ہے۔ اگر دل کی ضد تم نے رکھی اور ملکہ فرنگی کی ہوئی قیامت کی پڑیا اور دل ہندوستان پر چھڑکی تو اسکا نتیجہ بھی وہی ہوگا جو چیلے کا ہوا تھا مجھے اس سے انکار ہے کہ پردہ کی رسم میں کوئی سختی ہی ہے۔ مرزا پردے میں کوئی سختی نہیں ہے سختی جو کچھ ہے وہ مردوں اور عورتوں کے آزاد اور بے قید میل جول میں ہے۔ تم آزاد کرو گی عورتوں اور غیر مردوں کا میل جول نہیں چاہتا اور صحبت کو حد سے بڑھانے کے خلاف ہوں شہر کی سے یہ طرح حق چھینتا نہیں چاہتا کہ وہ اپنی بی بیوں کو اپنی مرضی کے مطابق جب چاہیں کہیں آنے جانے سے روک دیں۔ میں گھر کو قید خانہ بنانا نہیں چاہتا کہ کسی کا جی چاہے تو سر گھٹا کر وہیں میں گھس آئے۔ تو میں بھی اتنی تائید تمہاری کر سکتی ہوں کہ جس جگہ فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ نہ ہوگا یہ عورت مجبور ہو وہاں عورت چہرہ کھول سکتی ہے۔



مرزا! تم کہتے ہو کہ کسی قوم کی حالت سدھری ہے تو پہلے اس قوم کی عورتوں کی حالت سدھری ہے۔ یہ خیال بھی خیال ہے یہ حال خدا ہی جانتا ہے کہ پہلے انڈا ہوا یا مرغی۔ درخت نکلا یا بیج۔ میں نے قرآن میں پڑھا ہے، مرد کرا دیا ہے عورتوں پر یعنی مرد اُنکی نگہبانی اور نگرانی کرنے والے ہیں۔ تو پہلے مردوں ہی کی حالت سدھرنی چاہیے ورنہ [illegible] شناعت کس [illegible]

جلد ۱۳ نمبر ۳

مضامین

۱۸ اگست ۱۹۲۸ء

قطعہ

اک بت کلیسا تیر نگاہ میں کا
نکلا سن کا وطنوں میں بر دست سنگ خارا
رشک مسیح بن کر وہ قتل زمانہ
آیا تھا سمراد لینے کو دل ہمارا
اس دل میں کیا سکت تھی آخر شکار تھا
بس چل بجا وہیں پہ جیسے کوئی شرارا
گفتم کہ از پیچ زلف بات رنگ خوبی
برتر نثار کردم تقدیر دلم خدا را
بس از کرم نگاہ اور تو امید دارم
شاید عجب نباشد بخششی اگر گوارا
کہنے لگا یہ سنکر تم ہو جو مسلمان
دنیا میں یا ہمیں کا مشہور ہے وہ دعا
ہیں ہم سے دل لگاؤ یہ باطل ہے فیرکن
جب تک کہ تم نہ کر لو اسلام سے کنارا
ملنے کی ایک صورت آسان سی یہی ہے
دل سے قبول کر لو آئین و دین ہمارا
سمجھو یہ فلسفہ ہے وجہ بقائے عالم
تینوں ہوں مل کے واحد واحد ہو پھر ثلاثہ
در عقل این معلی تا منہ کہ نہ باشی
خواہی نہ بافت ہرگز آں از پیمبارا
تھی جو کہ اپنی منطق میری سمجھ سے باہر
بس تھینکس کر کے پلٹا وہ اپنے گھر سدھارا
آگے بڑھا تو دیکھا مجمع ہے ایک جانب
اور شیخ درمیان جب سب اس میں جلوہ گر تھا
ہو وعظ کر رہے تھے وہ قصے سنا سنا کے
جنت ہے ان کو وعدہ ہی ساقی کا سہارا

تھا وعظ سر دی کا احکام حج بجالا
کہتے تھے مار دی ہی تیرہ ہے وہ ہولا
اور اک بزرگ مست تکرار رہے تھے
دنیا کی اینٹ ہو جب اور دین کا ہو گارا
تعمیر کن گرا کر ایوان گرنبا ڈ
گرنا پڑے ہو دنیا گھر پڑے ہیارا
صوفی پاک باطن سا فرکبت تھے گویا
بس ترک ما سواکن در جام ہی خدا را
قانون ملک وحدت کا ذہن ہے جان لینا
کہتے تھے نیچری یہ فطرۃ کا ہے اشارا
جمع میں اپنی اپنی ہر ایک کہہ رہا تھا
اک کمترمان حکمت اس طرح سے پکارا
آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

واعظ گمنام

بو تصیبن خانم مرزا چغتائی بی اے

مرزا (شاید تمہیں معلوم نہیں کہ مسلمانوں کا دو ہوا)

بھر ناس ہوا ان کا ایسا سب کچھ مذہب ہے ہم جو تم نے یہ کہا کہ مذہب کی آزادی منظور نہیں یہ تو کیا سمجھ کے کہا۔ اے چغتائی مسلمان مذہب سے جدا ہو سکتا ہے۔ بڑی بات ہو کبھی ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالنا۔ وہ بدنصیب اپنی قسمت کو جن کے پاس کوئی مکمل قانون نہیں۔ ہمارے پاس کلام پاک ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جو بات کریں سوچ سمجھ کے اسی قانون میں رہ کر کریں۔ میں بیشک خوش ہوئی کہ تم نگوڑی جھگڑیوں کے بال کٹوانے پر رضامند نہیں ہو۔ جیسا میرے ہوش سے پہلے ترغیب دیکر جیو ہوا کہ لنگا دیکھو ... ... سن کے میری جان سنی سے ہو گئی تھی کہ اب یہ نگوڑیاں نائیوں کی دوکانوں پر بیٹھ کے سر منڈوایا کریں گی۔ عرب کی عورتیں بھی دلی کا نام نہیں ہے اپنے گھروں میں بالشتی جیسا ہیچ

ورد سے تعلیم کرتی ہیں مد بیٹ نعوذ باللہ کی دوسری اب نہ کرو نہ مجھے ضرورت ہے وہ گزرو وہ نہیچ نے خود ہی نعوذ باللہ نکالی ہی ہے۔ دوسری حدیث کہ رسول اللہ نے اپنے بال کس وضع سے ترشوائے تو اس کا جواب بھی ہو سکتا ہے غور کرو۔ بھلا ان دلیلوں کے آگے تم کیا زبان کھولو اں تم یہ کہتے ہو کہ موجودہ پردہ کی رسم کا تعلق مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بڑی مشکل ہے میں نے مولویوں سے سنا ہے کہ ایک تو ہے جزو مذہب۔ دوسرا ہے لازم مذہب تم پردہ سے انکار کرتے ہو یعنی پردہ نہ جزو مذہب ہے نہ لازم مذہب۔ تمہارا یہ مضمون ہم ... میں شائع ہوا تھا اس سے ہر ایک پڑھنے والے کو یہی خیال ہوتا ہے۔ ذرا ایک دفعہ پھر اپنا مضمون دیکھو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جس طرح کوئی شخص شراب پینے سے کافر نہیں ہوتا۔ زنا سے کافر نہیں ہوتا۔ چوری کرنے سے کافر نہیں ہوتا

عدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر گونڈہ

رجسٹر متفرقات مقدمہ نمبر ۲۸ سنہ ۱۹۲۸ء

مسماۃ شیریں بی بی بنام زاہدہ آل ... بنام مسماۃ ... عرف بی بی صاحبہ

درخواست بموجب دفعہ ۵ ایکٹ ... سنہ ۱۹۲۸ء

۱۔ ٹھاکر ... سنگھ ولد جگت پال سنگھ
بنام ... بجہ ... سنگھ ...

ساکنان ... جرام پور ضلع گونڈہ ... مسماۃ ... سنگھ ساکن ... ضلع گونڈہ۔ ... مسماۃ ... ساکن ریاست شاہ پور ... ضلع گونڈہ۔

ہرگاہ ... درخواست ... عدالت ... ۲۰ اگست سنہ ... گذرانی ہے کہ وہ بحیثیت ولی زاہدہ ... مسماۃ ... بی بی صاحبہ کی حسب دفعہ ... ایکٹ ... مقرر کی جائے لہذا ... اطلاع دی جاتی ہے کہ ... تاریخ ... ستمبر سنہ ۱۹۲۸ء بغرض سماعت درخواست ... مقرر کی ہے۔ اگر ... کوئی شخص اس معاملہ میں ... عدالت میں پیش کرنا چاہتا ہو تو ... بروقت ... حاضر عدالت ہو کر پیش کرے۔

بثبت دستخط ... عدالت
۱۸ اگست سنہ ۱۹۲۸ء
گونڈہ

اور کر صرف دو مردوں کی بے کسی اور نگرانی کا محتاج ہے۔ وہاں اگر یہ ہے تو گھر کی رکھوالی ہو چکی۔ تم نے تاریخ کے صفحے کے صفحے الٹ ڈالے اور تمھیں یہی نظر آیا کہ عورتوں کی حالت شد مر لے یہ قوم کی حالت شد مری اگر خدا نخواستہ کون سی عینک لگا کے تم نے تاریخ کے ورق الٹے جس قوم کے مرد بے غیرت بے حیا اور حیا سے پاک نفس بیست پا ہی ہوں گے انکی عورتیں کیا خاک اپنی حالت درست کریں گی۔ بناؤ سنگار فیشن۔ جیب تنگی دکھانے۔ پیالہ دیا کے دوستوں کا دل بہلانے سیر سپاٹا کرنے سے انھیں فرصت ہی نہ ملے گی وہ بچوں کا گلا گھونٹ کا لیں۔ بچے پالنے کے لیے کارخانے کھولنے پڑیں گے۔ اس صورت میں بچہ ماں کی گود کی گرمی اس کی لوریوں سے دودھ سے محروم رہے گا۔ غیروں کی تربیت اور پرورش اگر کسی بچہ کے حق میں ٹھیک اترتی تو اس بے کسی و ماں کو ناز کرنے اور پالنے کا کوئی حق نہیں۔ آج یہ ۳ برس ہی ہوا کیوں مرزا کیا اسی کو حالت سدھرنا کہتے ہیں؟ مرزا صاحب تعلیم کا بچوں کا گھر اسی طرح کے بند و بست کرنا صرف انتظام کی بات ہے اور جو مشکل بتاتی ہے وہ ابھی کار روائیوں میں

ہر گز اور دونوں کی علامت نہیں ذمہ داری وہ اختیار اور آزادی کی محتاج ہے مثل مشہور ہے کھیت کچھ کسان کی ہم بھی غلام غلام آزاد ہو جائیں تو انھیں کوئی غلام کیوں کہے۔ بڑے بچے کی بات کہی ہے اس بات کے سمجھنے کے لیے تاریخ کے ورق الٹنے اور آنکھ لگا کے دوسری کی ضرورت نہیں۔ اسی ورق گردانی بیکار ہے۔ ذرا یہ بھی کہا تو وہ آخر دو کونسی قوم ہے جس کی بگڑی ہوئی حالت عورتوں نے سنبھالی؟ خدا کے لیے ذرا اسکا نام لو کس تاریخ میں اسکا ذکر ہے ذرا ہم بھی دیکھیں۔ ہندوستانی بیٹوں کو جو کوئی رونے وہ ہے مرزا۔ مرزا تم شہر میاں نہ بنو۔ تمھیں اپنی قوم کی اصلاح کرنی ہے۔ اسے ہے ذری خیال کر کرو! دھان پان عورت جس کے ذمہ ہر سال بچہ دینے پھر وہ بڑھانے دودھ پلانے کی بیخ لگی ہوئی ہے خود ہی خبر گیری کی محتاج ہے۔ بس وہ جو کچھ ہوشیاری صرف کر سکتی ہے بچے پالنے میں

صرف کر سکتی ہے اور تم ترقی یافتہ قوموں کا چلن انھیں سکھانا چاہتے ہو۔ ان قوموں کی عورتیں بچہ جننے کی مصیبت نہیں سہنا چاہتیں جتنیں دھار کا دودھ پلانے سے کانوں پر ہاتھ رکھتی ہیں ناچ راگ رنگ مجلس بازی ہوٹل سیر سپاٹا ان میں گئے میں مصروف رہنا چاہتی ہیں۔ ایسی ترقی کو ہم لے جا رہے ہیں۔ دیکھو مرزا تم جو مسلمان اور قرآنی حکم کے مطابق کسی نہ کسی صورت پر سزاوار اور مقرر ہوئے ہو۔ سزاوار ہونے کا حق اسی طرح تمھیں ادا کرنا چاہیے۔ تم قرآن کی صداقت اور کھلی ہوئی آیتوں کی نادیدہ کرتے ہو ایک حکم مانتے ہو دوسرے کی پروا نہیں کرتے۔ بھیا توبہ کرو۔ مسلمان عرب سے نکلے ہیں عورتوں کے بارے میں بڑے بڑے آدمیوں کے قول دیکھو عورتوں کی مذمت سے ان کی زبان کبھی نہیں تھکی حدیث کی کتابیں بھی ان کی مذمت سے خالی نہیں ارشاد فرماتے ہیں ان سے مشورہ کرکے انکی رائے کے خلاف عمل کرو کہ اسی میں برکت ہے۔ حضرت عبادہ

سیاست کا نصرت نمبر خرید فرمائیے

اسکا قرضہ ادا کرنے میں مدد کیجیے

یکم ستمبر کو سیاست کا نصرت نمبر نہایت آن بان شان سے نکلے گا ۔ وہ باعتبار افتتاحیہ ...

اسکے اول دو ورق ملک کے بہترین ادیب اور شعراء حضرات کے مضامین حاصل کر نے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ ملکی نظمیں ۔ اچھوتی اور انکے مضامین ۔ جاذب توجہ ہونگے ۔ اسمیں ہر قسم کا ادبی اور سیاسی ۔ اخلاقی ۔ نہیں تمدنی ۔ معاشرتی اور مذہبی مضامین ہوں گے ۔ اندازہ کیجیے کہ بفضل ایزد تعالیٰ صفحات مضمون کی خوبیوں کا رنگ جاذب نظر وہ اپنی قدر خود ہو ۔ ہے۔ اعلیٰ صفات ہمارا سلوک مقرر کی گئی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ بڑھ جائے ۔ ضخامت کے متعلق خیال ہو کہ گو تمام مالی نہ ہو جائے ۔ قیمت چار آنہ ہوگی ۔

ملت کرم ہے کہ خرید کر کے بھی ملک نعمت اسکا سیاست کی ترسیل کی تاریخ اگست ہے ۔ حضرات ہمارے حضرات اپنی خریداری ... اگست تک بطلع فرمائیں ۔ تفصیل ... کی اشتہار ... حضرات ... اندازہ کی ... ان کی جاسکے ... ہے کہ بہتر کوئی اجرت ہو جائے ۔

الملتمس ۔۔۔ ۔ ایڈیٹر

(منشی) غلام محمد خادم منیجر سیاست لاہور

نوٹس

حسب دفعہ ۱۹ ۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۹۰۸ء

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر ... کچہری ضلع ...

درخواست نمبر ... ۱۹۲۹ء

بعد مرزا ... ساکن قصبہ ... ضلع ... کچہری

بنام

... وغیرہ صاحبان ...

ہر گاہ مسمی ... نے بذریعہ عرضی مورخہ ... اگست ۱۹۲۹ء درخواست کی ہے کہ ... ایکٹ ... ۱۹۰۸ء ... قرار دیا جائے لہذا ... ستمبر ۱۹۲۹ء ... درخواست مذکور ... کو قرار پائی ہے۔ اگر کسی کو کچھ عذر ہو تو تاریخ مقررہ حاضر عدالت ہوکر پیش کرے۔

المرقوم ۱۸ اگست ۱۹۲۹ء

دستخط حاکم بخط انگریزی مہر عدالت

(یا آ ... شیر جنگ)

اب کیا روتے ہی رہو گے

بادر کھو

مرد ہزار بار سود گران نیست

... مرد ... نیست

... نعمت ... لکھ ... جناب ... صاحب ... سے ... کہ ... اور ... بچہ ... کہانیاں اور دل بہلانے کے سیاسی اور اخلاقی مضامین ہیں جو کہ اگر قبرستان میں پڑھا جائے تو قبروں سے ایک دفعہ تو مردے بھی کھلکھلا کے ہنس پڑیں۔ نمونہ تو مفت نہیں ... قیمت سالانہ ... محصول ڈاک

منیجر اخبار ... بمبئی نمبر ۹

فرماتے ہیں۔ انکو اس صدی میں صنفِ نازک کی ہی ابھی حرمت سے بہی حذر سا لگتا ہے اب وہ ہی باتیں ہیں یا تو وہ بیوں کی ترقی میں عورتوں کو دخل تھا یا نہ تھا۔ اگر تھا تو آپ حضرات نے اپنی ہی تعلیم کے خلاف عمل کیا اور نہ تھا تو پھر یہ ڈھنگ کیوں اختیار کیا ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکی اور اب بھی کہتی ہوں کہ بعض عرب کی یہ بات ہے کہ عورتوں کے حال کا ایک آئینہ ہم دنیا کے سامنے اچھی مثال پیش کرنا چاہتے ہو یہ صحیح نہیں ہے۔ منکروں کی پیروی کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ آج تم یہ کہتے ہو کہ اسلام میں پردہ نہ تھا۔ اسلام ہی تھا جس نے پردہ کا معمول رواج کیا۔ کھلے منہ پھرنا اور بال کترنا جائز ہے۔ کل تم یہ کہو گے کہ ننگے پھرنا بھی مستحسن ہے۔ مذہب عرب کی عورتوں کا دستور تھا۔ دیکھ لیا؟ حضرت عامر بن بنی عامر بن صعصعہ کی پہلی خاتون عبداللہ بن جدعان سے بیاہی عبداللہ تھے باپ مرتوں اولاد نہ ہوئی تو ہشام بن مغیرہ نے جو ضباعہ پر عاشق تھا کہلا بھیجا ”کیا ایک بڈھے جھرّوں بھرے کے پاس رہ کے بیٹھی اپنی جوانی برباد کر رہی ہو؟“ اس سے کہ کیا نباہ میاں سے پیچھا چھڑاؤ۔ ضباعہ نے بڈھے میاں سے یہی کہا۔ بڈھے میاں آخر پھر بہکارتے سمجھ گئے کہ کسی حریف نے چال چلائی ہے جب ہی ہشام کی حرکت جوانی ہے

جواب دیا کہ خیر طلاق دینے پر آمادہ ہے مگر قسم کھاؤ کہ ہشام سے نکاح نہ کرو گی۔ اور کہا تو سو اونٹ ذبح کروں اور ایک اتنا بڑا کپڑا بنا ہے جس کا ایک سرا مکہ میں ہو اور دوسرا تیرے دامن کا پیرہن بنے یہی نہیں بلکہ وہاں ننگی ہو کے اور بنا کر کعبہ کا طواف کروں؟ ضباعہ نے عاشق کے پاس یہ شرطیں کہلا بھیجیں۔ عاشق نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے تم منظور کر لو وہ خود کہی گئی نہیں۔ میری دولت میں اتنی ہمت ہے کہ وہ بیٹھے میں۔ اتنا بڑا احسان جن کے سکہ دیکھیں۔ ننگا طواف ایک خدا کا شغل ہے تو کل پیدا بھی خدا ہی نے تمہیں حسن و جمال عنایت کیا ہے حسن تمہارا بے عیب ہے کوئی عیب ہو تو تم چھپاؤ۔ رنگ اپنی آنکھیں خود دیکھنے کے لیے سینگ لیجیے وہ کیا بناتیں جنہیں دیکھے۔ صاحب طلاق ہو گیا اور سب شرطیں بھی پوری ہو گئیں۔ بی بی ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے قربان جاؤں ایسی تہذیب کا اور پاک مقام پر ننگی دوڑ گئی چکر پھیریاں لگانے لگیں عجب سچ نہ کیا۔

مرزا تمہیں بیوی جان کی قسم ہے وہ میں آگے بکار آ تھوڑے روز ہو گئے تمدن عرب ہے۔ آزادی عرب ہے جسکا مذہب ہے اور اسلام ہی تم ہو مسلمانوں کی بیحیائی اور غلاموں کی خود غرضی تنگ خیالی کو دیکھ کے حقیقی اسلامی آزادی پہچانی پھر دیا آہ اسلام نے ترقی و تہذیب کا کوئی چلن ایسا نہیں جو تعلیم نہ کر دیا ہو اے مسلمانو خدا سے ڈرو اپنی عورتوں کے حق میں انصاف کرو۔ انکے حقوق پامال نہ کرو۔ اسلام عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق تسلیم کر چکا ہے تم ظالم بے رحم ہو۔ تنگ خیال ہو تنگ دل ہو تمہیں خوف ہے خدا را سنبھلو نہ صرف اپنی عورتوں کو انکو دیا اور سمجھو اسلام کو جو کہ یہی ہے اسلامی ترقی اور آزادی“

مرزا تم کہتے ہو کہ خداوند تعالیٰ نے صرف بیچارا عورتوں کے لیے قرآن پاک میں یہ حکم فرمایا ہے

کہ اگر وہ بے حیائی کریں تو ان کو گھروں میں بند رکھو اور مت نکلنے دو۔ بھلا ہم کو ان سے مخاصمت کی بات ہے کہ یہ حضور ہم آپ ایسی باحیا حضرات آپ خلاف کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ رسول اللہ نے خود فرمایا ہے کہ اے عورتو اسلام تمہارے حقوق نہیں چھینتا تم حق سے اپنی ضروریات کے لیے باہر جا سکتی ہو تمہارا گھر ہی تمہارا مسکن ہے۔ لیکن حیا اور حرمت کی ترغیب دی۔ یہ بیان کر رکھا ہے کیا یہی حیا داری ہے جو ضباعہ سے سرزد ہوئی؟ بے پردہ گھومنے اور غیر مردوں سے اختلاط رکھنے کے عوض ہم تو حیا اور حرم کے معنی بدل جائینگے یا پھر تمام مسلمان بی بیاں بے حیاؤں کے زمرہ میں داخل ہو کے گھروں میں قید ہونے کی مستحق ہو جائینگی۔ آزادی کی جو صورتیں تم نے تجویز کی ہیں وہ بے حیائی کی طرف لے جائینگی۔ واہ مرزا تم نے خوب احسان کیا۔ نہ حیا کرتے بنتی ہے نہ بے حیائی۔ تمہاری تعلیم تو یہ کہتی ہے کہ ہم بیبیاں گھروں میں منہ چھپائے بیٹھی ہیں وہ گویا بے حیائی کی مرتکب ہیں۔ حالانکہ اس حیا بندی کی ضرورت کو وہ خوب سمجھتی ہیں اگر اس حیا بندی کے خلاف کسی عورت کا چلن رکھتی ہیں تو اس سے پوچھنی ہو گی۔ مرزا تم شاید ہندوستان میں علیہ ملتی کے سے افعال دیکھنا چاہتے ہو۔ عرب کا مشہور گویا علیہ کنیز خوبصورت لونڈیوں کا ایک تھا ایک دن ابن منذر نے کہا کہ رستی کا جوڑا لے بیٹھا علیہ اپنی لونڈیوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں وہ جا گئیں پھرتی ہیں انھوں نے کہا خیر یا قسمت میاں علیہ بولے آپ دیکھتے ہیں ان چڑیلوں کو خدا نے صورت دی ہے شکل دی ہے میں ہی تمہارے اٹھائے رکھتا ہوں پھر بھی آج تک کوئی ان پر عاشق نہ ہوا۔ ابن منذر نے غیرت دلائی کہ تمہیں شرم نہیں آتی یہ بیچاریاں صحت دار ہیں تمہارا فرض تو نہیں کرنا تھا جانتیں اور تم ان کو ابھی بُری بات پر مجبور کرتے ہو۔ کہنے لگے۔ تو پھر حضرت آخر میں ان چڑیلوں کا پیٹ کیونکر بھروں تم کس طرح

پارس

صرف ہفتہ وار اخبار ہے جو باپانہ تنوع خیز پیش کر رہا ہے جو صوبہ کی گوناگوں مضامین کی وجہ سے ہندوستانی صحافت میں اس امتیاز ہے۔

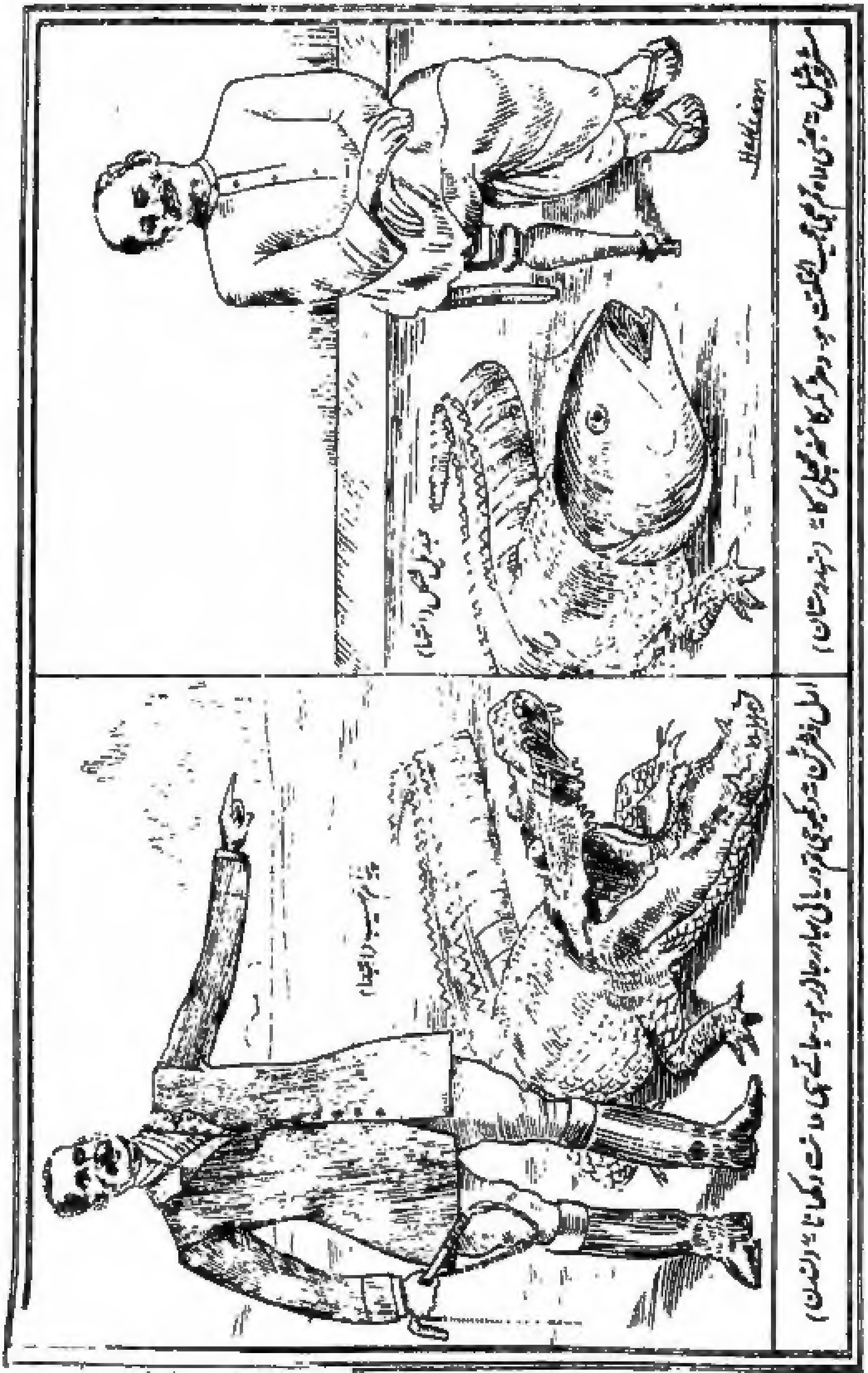
پارس ایک ایسی خاص اخبار ہے جو ترقی اور مسرت کی طرف لے جاتی ہے۔

ملک کے بہادر اہل قلم حضرات اپنے خیالات کی بہترین جھلک پیش فرماتے ہیں اور پارس کو ہندوستان کا بہترین اخبار تسلیم کرتے ہیں۔

ضخامت ۲۰ صفحے سائز ۳۰×۲۰ نمونہ مفت

چندہ سالانہ تین روپیہ

منیجر پارس ملتان لاہور



لکھنؤ کی نفیس زردوزی وکامدانی کے کام سے مستورات کے کپڑے سجا ہوں تو حافظ سیتا محمد حسین چھتیا باغ لکھنؤ کو آرڈر دیں۔

دعا لگیں، پنچ کیا کر سکتا ہے؟ بالآخر دولہا نے جواب دیا کہ جو تم کو روا جب ہے، پہلے وہ آج سے پیچ کی پلاؤ کھیر بھی ہو وہی گا۔

ابا نے کہا کہیں کہ ہیں خاندان عورتوں سے کہ تم نے سنا میاں علیا یا فرماتے ہیں۔ بیچاریاں عاجز ہو کے بولیں کیا اب ماشاءاللہ اپنی جیتی جاگتی پر طلاق ہے جو سالا گھر یہاں سے تو ہو؟ میاں علیا شاید ہی سانس بھر کے فرمانے لگے۔ اے کمبخت زبان سے کہتی ہیں مگر کرتی نہیں؟

مرزا صاحب عورتوں کی خرم کی ہکلاں اور دل نے کی ہے وہ ذکر ور عورتیں مستثنیٰ ہوں سے کسی طرح سرے نہیں ہو سکتیں۔ عبداللہ ابن بیبرٹ ایک غیرت دار آدمی تھے۔ وصیل ابن علی سالاری ہیں کہ جب وہ آرمینیا میں امیر شام کی طرف سے فوج میں بھرتی ہو کے بھیجے گئے تو اتفاق سے شام کی ایک باعصمت بی بی سے ٹیڑوٹ انکے عطار نے منظور کی بیچاری بے کس عورت جھنجلا کے بولی کہ ہائے جو آج عبداللہ یہاں ہوتا تو بچا تمہاری دل لگی یاری کا مزا تمہیں چکھاتا۔

یہ خبر اڑتی اڑاتی عبداللہ کے کانوں تک پہونچی۔ سنتے ہی گھوڑے پر چڑھ کر [illegible] چپکے وہ آرمینیا سے شام آیا اور اس بی بی سے پوچھا کہ تم ہی نے عبداللہ کو عطار کی بے وفائی پہ یاد کیا تھا؟ اس بی بی نے اقرار کیا۔ یہ گھوڑے سے اترے اور کہا فیروز کی بچے گھر بلاؤ۔ میاں عطار صاحب عطر جلیل رنگا کے شب کو تشریف لائے۔ عبداللہ نے ولایتی کھینچ کے اسلحہ گردن اڑا دی جیسے کندو سے مٹی نٹ اور ایک ہاتھ گھر کے ذکر پر بھی چلا دیا کہ چپل نہ کھائے دونوں کی لاشیں گھر کے پیچھے پھینک کے منہ شب کیا اور سا طرفیاں اس بی بی کو دیں کہ نیا غلام مول لے لو کہ تمہارا پرانا غلام بھاگ گیا۔ پھر نہ ٹھیر کے کھانے پیے آرمینیا کی راہ لی۔

مرزا اگر تمہاری آرزو کے بموجب بے پردگی کا رواج ہوا اور پرستے دیسے ہی واقعات ہوں گے

(دوسرا جواب) [illegible] بتاؤ کہ رسول اللہ نے یک فرمایا اور سا کر فرمایا بھی تو کیا حقوق کی تفصیل بھی کی کہ حقوق سے مراد کیا ہے حق ہیں۔ مہر کا حق، نان نفقہ کا حق، زوجیت کا حق آخر وہ کون سے حقوق ہیں؟

کیا ان کے ارشاد سے تم یہ مطلب لیتے ہو کہ مردوں اور عورتوں کے حقوق برابر ہیں۔ مرزا خدا نے قدر کے جامہ جو خاص ہے ہر شخص کا حق وہی ہے جو خالق نے انگلیٹ دیکھ کے مقرر کیا ہے۔ سا یہ کہ انھوں نے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی اور اپنی ضرورت پر نکلنے کی اجازت دی کہ چاہے خاوند اجازت دے یا نہ دے تم نکلو۔ یہ کہ ان حضرت پہ تہمت ہے۔ انھوں نے کبھی عورتوں کے اس حق میں دست اندازی نہیں فرمائی جو عورتوں کو پہلا حاصل ہیں۔ بے شک عورت کا گھر سے نکلنا اور کام کاج کے لیے نکلنا کوئی بری بات نہیں۔ جو عورت کسی کے نکاح بیاہ میں نہیں وہ اپنی مرضی سے جا سکتی ہے جو بیاہی ہے وہ شوہر کی اجازت سے۔ مرزا، فتنوں کے بارے میں آئندہ لکھوں گی گھبراؤ نہیں فقط

راقمہ ——

بوا نصیبن

متوالا

لودھیانہ پنجاب سے ایک ہفتہ وار اردو پرچہ متوالا شائع ہوا ہے جس نے اپنے وجود میں آنے کی یہ وجہ ظاہر کی ہے کہ پنجاب کی دو کروڑ آبادی ہے اور اس دو کروڑ کی آبادی میں ایک ظریف پرچہ "گل گلستان" دکھائی دیتا ہے یعنی ایک اور ہونا چاہیے جو آبادی کو آرام پہونچائے۔ وجہ معقول ہے امید کہ پنجاب کی آبادی ضرور اس سلسلے سے متاثر ہوگی۔ اس کی روش گل گلستانی کی سی ہے۔ پہلا نمبر زیر مطالعہ ہے کوئی ظرافت کسی مضمون میں ہمیں کسی بصارت کی وجہ نظر نہیں آئی۔ ممکن ہے کہ آئندہ نمبروں میں اچھے لکھنے والے اپنے قلم کی باگ دکھائیں۔ ۱۶ صفحہ کا پرچہ ہے۔ ۱۰ صفحہ مضمون کے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ قریب اودھ پنچ کو ۳ صفحہ کا ہفتہ وار مضمون دینا دشوار ہو جاتا ہے۔ ان حضرات کی ہمت داد دینے کے قابل ہے کہ اٹھارہ اٹھارہ صفحے بھر دیتے ہیں۔ باایں ہمہ تین روپیہ سالانہ قیمت رکھتے ہیں۔

الپنچ کلکتہ

اگلے برس سے پہلے ایک الپنچ لکھنؤ سے نکلتا تھا۔ مدتوں جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔ اب کلکتہ سے ایک ظریف اسی نام کا شائع ہوا ہے۔ یہ پرچہ ہفتہ میں دو مرتبہ نکلے گا۔ بنگال وہ مقام ہے جہاں اردو سے اجنبیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ مضامین کے مطالعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ الپنچ ظرافت اور دل آویزی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کوشش میں کامیابی خوش طبع و خوش مذاق ادیبوں کی توجہ پر منحصر ہے خدا ان کی تعداد دنیا میں بڑھائے۔ پرچہ بھی اچھے کاغذ پر اردو اور انگریزی کے لیکچرز میں ذرا مزے نہیں ملتے۔

اکثر دوسری کوششیں بار آور ہوتی ہیں لہٰذا امید رکھنا چاہیے۔ کچھ تعجب نہیں کہ یہ کوشش بھی پروان چڑھے۔

اس پرچہ کا حجم ۱۸×۲۲ کے پورے دو تختے ہیں۔ ایک آدھ کارٹون بھی ہوتا ہے قیمت سالانہ ستار ملنے کا پتا ۱۴۸ لوئر چیت پور روڈ کورنر لینڈ کلکتہ

ارشاد

ایک ماہوار رسالہ زیر ادارت پیرزادہ شاہ سید یوسف الدین قادری۔ چار مینار حیدرآباد دکن سے شائع ہوتا ہے۔ موضوع بحث اصلاح اخلاق و مذہب ہے۔ دو نمبر کے بعد حصہ گرمیٹ [illegible] ہوئے۔ نہایت ضروری [illegible] نصائح ان میں

موجود ہیں۔ قرآن کی تفسیر بھی ہے۔ حدیث بھی ہے فقہ بھی ہے۔ کھائی چھپائی اچھی ہے حجم ۲ جزو سے زیادہ ہے عام فہم ہے عام مسلمانوں کے مطالعہ میں رہے تو بہتر ہے۔ وعظ و پند سے جنکے کان پر جوں نہیں رینگتی انھیں اس سے کیا فائدہ۔ وہ تو فرماتے ہیں سے

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ
پر کوئی یہ تو بتاؤ مجھکو سمجھائیں گے کیا

رسالہ کی ترقی اشاعت سے زیادہ ضروری اور وقت یہ دعا ہے کہ خداوند عالم نصیحت سننے والے کانوں میں ترقی عنایت فرمائے جو ہمارا حال درست فرمانے گے۔

ہمزاد قلم

چانسلر جامعہ رواہیہ کے شتر قد
بالکے جو امیر المسلمانی کی سند
ان کے حصہ میں شتر گربہ ہوئی ہے
ان کو ہر مشرق و مغرب کے لڑنے میں ہے کد
خیر برطانیہ سے آپ جو چاہیں خلعت
چاہتے ہیں کہ ملے اونٹ کے بچوں کو مدد
جائیں وہ اونٹ کے بچے جو یک کالج میں
اشتر جنگ جو جلسے میں جتا بجد
یا شتر فرزانہ قومی کا ہیں کامل تصویر
دائرہ نازہ لیئے ہوئے ہوں نکلے ولد
اور شیار جمی کی تعلیم کے دلدادہ ہوں
بدگہر ہوں کہ نہ ہوں۔ نیک ہوں یا بد
قوم کی گاڑی کا وہ کھا کر چارہ
کہلاتے ہوں شتر غمزہ ہیں اپنے زعم
دیسے بچوں کے بے تید باتیں کی ہیں
ان کو دی جائے گی فوراً ہی فضیلت کی سند
گر اس شرط سے جو ہوں شتر اس کے
دل میں پیدا نہ کھانا اور طینت میں حسد
فائدہ جب ہے کہ جب قوم کو دہ آپس میں
ہو رک سکیم جو ہے آپ کا اتنا مقصد

پھر دیش بھگتی ہو جائے گی ختم و شتم
ہونگے مضمون عنایات بھیری ازحد
اونٹ گاڑی کو چلائینگے یہی کالج کی
کاٹتے ووٹ پھرینگے ہر ایک کے بے حد و عدد
بڑھ کے ہر جائیں گے یہ قوم کی مٹی پلید
پھر تو بیہودہ نظر آئیگی کہیں تا سرحد
منتخب کر دیں انھیں خطاب کم ہے گرٹ پوری
پیشت فدا یا اسلامی عالی ریشمی برگ

ظریف

مولانا پنچ کی نوٹ بک

آزادی کی حقیقت بیان ہو رہی ہے

کوئی صاحب جو مفتی ایم اے معلوم نہیں تقی شدہ ہے یا مفنف۔ انھوں نے روزنامہ گر بیدلی میں ایک مضمون چھپوایا ہے کہ ایشیائی اصطبل کا ہر ایک گھر ٹا ہو گیا ہے شتر بے مہار جانگام اگر ڈری پچھاڑی اکھاڑ پچھاڑ کے ہو رہ جیا ہے برطانوی طاقت باہر نکلنا چاہتا ہے۔ ایک ہندوستانی ہر کل نڈر بیٹھا ہوا کمزور ہو کر فرد گستہ لنگ شکوہ پر بل آیا ہے جو ذریعہ رسالی کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ ان کو کوئی بگ والوں بھی حضرت تقی و چپ سوسوسے نہیں ہیں سو اور کہنا مدینہ کا نام ہی لیا ہے کیونکہ ہم پانچوں سوار دلی سے آتے ہیں؟ اگر ابن سعود صاحب برطانوی قانا ہو رہے نے سے آزاد ہیں تو ہم ہندوستانی بھی آزاد ہے۔ اگر آزادی یہی ہے تو غلامی سکھنے والوں کی نفس کا ماتم کرنی چاہیئے ہے حسنے وہ تو ہر غلامی کو موت سمجھتے ہیں فوراً اعلان کریئے مفتی صاحب کو بے شتر راگ نشن کے کہیں الف نہ ہو جائیں۔

"قدرے حماقت"

آل پارٹیز کانفرنس کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے جو خاصی ہے اور جو نکات سیاست اسمیں ملحوظ رکھے گئے ہیں وہ رپورٹ مرتب کرنے والوں کی ذکاوت و ذہانت کی مضبوط دلیل ہیں۔ ہم سے جو کوئی پوچھے تو لاینحل دوچیں کھلتے تھے وہ دونوں بچائے خود

جیسے کے تیسے اور جہاں کے تہاں باقی ہیں۔ اگر حکومت وقت کی خود غرضیوں سے علما کی طاقت ہی ایک آزاد حکومت کا قیام جو ہندوستانیوں کو پسند ہو قطعاً کر سکے اور وہ جاہلوں کے ہاتھ کی طرح دو ہاں کھلنے نہ دیں نقل ہے کہ جانوں کو ایک دھیلہ نہیں پہنچا سکتا کی طرف سے بدقسمت تھے بڑی مشکل ورادوں سے دیکھا جھگڑا چھوڑا جادو بیماری پر حقہ کی دوا سا تا سلسلہ بیانگتا۔ فلاں ہیضے گیا کہ صاحبزادے کی داڑھی مونچھیں نکل آئیں پھر بھی دادا کی گرجھی شکل دیکھ کر آدھا دانتوں سے چھینا جاتا ہے تو پالنے کے بیرنگ موقوف ہوئے۔ ساقوں کو ٹھیک ٹھیک کے دانا کی سلامتی تھیں کہانیاں گھستی تھیں۔ دریاں و دیتی تھیں تو نیند آتی تھی بیوی بچے کھلکھلا کر ہنسی کرائی تھیں شباشیں دیتی تھیں کی کھلی ہالی اکھیں تو پیٹ صاف ہوتا تھا۔ اتفاقاً دعیں نے یہاں دو مہرے صاحب عنوان ہوئے پوچھا صاحبزادہ کہاں ہے؟ میرا ابن نوجوانی گھر میں دادا کے پاس آرام کر رہا ہے مہمان صاحب چاہتے تھے کہ لڑکے کو لا کے پر دیں انھوں نے اصرار تمام بلا صاحبزادے سے دونتی ورہ بعد ماہ گی ہے دادا کی گود میں تشریف لائے۔ مہمان نے کہا میاں تمھارا نام کیا ہے؟ ہے ۲ زرا آپ بتاتے ہیں کہا پڑھتے کیا ہو؟ فرمایا کہ وہ جل سعدی کی نحو کا سبق ہے۔ میاں ہندوستان بھی انگریزی دانا کی گود میں ڈھونڈے سو برس کھیلا ہو ہے پیہ اور وہ سو برس کے بعد بھی غریب کا سوال پوچھا ہے تمھارا نام کیا ہے؟ تو کہتے ہیں ذرا آپ ہی جانتے ہیں اسے بھی پوچھا کیا ہو؟ تو کہتے ہیں۔ مل دیکھی دو اس کے دا ابن کا جب طفلی اب ختم ہونا چاہیئے۔

دوسرا وہ جھگڑا ہندو مسلم فساد کے نزول کرنے کا تھا۔ ہم بھی کہ باہم دستورنیت دو ملکی سونڈوں رہے ہیں چیونٹی بچے ہیں کیا مسئلہ کی چلا کہ حضرت جان بل کی منظوری سے وہ نکلے گی تو یہ معاملہ جو پنجاب نے ہی سعادت حاصل کی۔ اس وضع ہے جو کہ ہر گاہ وہ ظاہر ہے اور معدودے کیا ہے کہ ان اور لوگوں کے دلوں میں کھلتا کا ضمیر فساد ہی کی آزادی رہ جانے نہیں ہیں اور قومی قائم مقامی کے لیے جا ہے تا نہیں ہیں کہ پنجاب اور بنگال کے انتہا پسند فسادی... ہی فیصلہ قناعت کریں۔ لہٰذا ہم تجویز کرتے ہیں میاں جان بل کی طرح

شاعری جزویست از پیغمبری

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ [illegible]

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے۔

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

شرائط ایجنسی

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا

منظوم سفرنامہ عراق

[illegible] قیمت فی جلد [illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کاغذ پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا اگلی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں بلطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر نہ ہوں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا وہ ایک [illegible] یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا ماحصل لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اسمیں جمع ہو رہا ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ حصہ اول کی قیمت فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ